مدینہ منورہ کے کتب خانے اور علمائے سندھ کی تصانیف

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی

مدینہ منورہ کی اوائل اسلام میں جو علمی اور سیاسی مرکزیت رہی، وہ محتاج بیان نہیں۔ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی عبادت گاہ کے ساتھ ساتھ درس گاہ بھی تھی۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ عموماً اور اصحاب صفہ خصوصاً بارگاہ نبوت سے فیض حاصل کرتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اس مقدس شہر کی سیاسی اہمیت اگرچہ کم ہوگئی لیکن اس کی علمی مرکزیت بدستور قائم رہی۔ دوسری صدی میں فقہائے مدینہ کے حلقہ ہائے درس سے کئی ائمہ مجتہدین پیدا ہوئے جن میں سے امام مالکؒ صاحب مؤطا نمایاں شخصیت کے مالک ہیں۔

اسلامی مدارس کے ساتھ کتب خانوں کا ہونا ایک لازمی امر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے مدینہ منورہ کے مرکز علم میں ہر دور میں برابر کتابیں جمع ہوتی رہیں۔ اس وقت بھی اس چھوٹے سے شہر میں کئی علمی کتب خانے موجود ہیں۔ جہاں صدیوں کی پرانی اور نایاب کتابوں کے قلمی نسخے موجود ہیں، جن سے کہ ارباب علم استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ سید سلیمان ندوی مرحوم نے مدینہ منورہ کے ایک کتب خانے کے متعلق اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان فرمایا تھا۔

مدینہ کے کتب خانہ محمودیہ کی کتابوں کو جب میں نے ہاتھ لگایا تو خوشی سے اچھل پڑا

لے یہ مولانا موصوف کے سفرِ حجاز کی چوتھی قسط ہے

کہ حدیث و تفسیر کا اتنا نایاب ذخیرہ اب تک میری نگاہوں نے نہیں دیکھا تھا، بہت سی کتابیں جن کو صرف ایک نظر دیکھنے کی تمنا تھی، وہ یہاں آج پوری ہو گئی آج پہلا دن تھا کہ میری آنکھوں نے دلائل النبوۃ امام بیہقی، معرفت اصول الحدیث امام حاکم شرح سنن ابی داود لابن ارسلان، شرح بخاری للکرمانی[1] شرح بخاری لابن بطال تمہید شرح موطا لابن عبدالبر، البیان لاحکام القرآن، للموزعی الیمنی، زاد المسیر فی علم التفسیر لابن جوزی، تفسیر ابن ابی حاتم، نزہتہ الحکم شرح صحیح مسلم وغیرہ کتابیں دیکھیں[2]

بالکل یہی کیفیت میری بھی ہوئی، جب میں نے مکتبہ شیخ الاسلام عارف حکمت اور مکتبہ حرم مدینہ منورہ کی کتابوں کی زیارت کی۔ میں یہ دیکھکر خوشی اور بہجت سے اچھل پڑا کہ اپنے وطن سندھ کے محدثین کی تصانیف کا کافی پرانا اور خود مؤلفین کے قلم سے لکھا ہوا ذخیرہ ان کتب خانوں میں نظر آیا۔ اور یہ میری ایک پرانی تمنا تھی جو یہاں مدینہ منورہ میں آکر پوری ہوئی۔ مکتبہ حرم یا مکتبہ محمودیہ میں اعلام علمائے سندھ کی جو نایاب اور نادر کتابیں میری نظر سے گذریں وہ یہ ہیں۔

حیاۃ المہجۃ وایضاح الوجحۃ۔ شرح سنن الترمذی ج۔ ۱۔ ۲ تالیف علامہ ابوالطیب سندھی۔ یہ بزرگ عالم، علامہ ابوالحسن کبیر سندھی کے معاصر اور ہم وطن ہیں۔ حنفی مذہب اور نقشبندی طریقت رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں شیخ حسن بن علی عجیمی سے حدیث کی کتب صحاح ستہ پڑھیں علامہ طاہر بن ابراہیم بن حسن کورانی آپ کے ہمدرس تھے۔ آپ کا محبوب مشغلہ تدریس اور تالیف رہا۔ شیخ عبدالرحمن بن عبدالکریم انصاری مدنی شیخ عبداللہ بن ابراہیم بری مدنی، شیخ محمد بن علی شروانی مدنی اور شیخ یوسف بن عبدالکریم مدنی جیسے جلیل القدر محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ حنفی مذہب اور تقلید میں نہایت ہی متصلب تھے۔ اس کے برعکس علامہ ابوالحسن کبیر سندھی حنفی ہونے کے ساتھ آزاد مشرب بھی تھے، چنانچہ ان دونوں ہمعصر سندھی

---

[1] کرمانی کی شرح طبع ہوچکی ہے اسی طرح معرفتہ اصول الحدیث بھی طبع ہوچکی ہے۔

[2] اسلامی کتب خانے ص۶۸ بحوالہ رسالہ معارف ج ۱۸ ص۱۱۲

محدثوں کے آپس میں مناظرے بھی ہوتے رہے۔ ایک مرتبہ تو ابوالحسن کبیر سندھی کو نماز میں رفع یدین کرنے کی وجہ سے ابوالطیب سندھی کی شکایت پر مدینہ منورہ کے جیل میں بھی جانا پڑا۔

علامہ ابوالطیب سندھی نے اپنی مذکور کتاب میں حنفی مسلک کے مسائل کی بڑی خوش اسلوبی سے تائید فرمائی ہے۔ ہندوستان میں اس کتاب کا ابتدائی حصہ دو جلدوں میں "اربع شروح ترمذی" کے ساتھ قدیم زمانے میں چھپا تھا۔ جو اس وقت نایاب ہے[۱]۔

اس مخطوطے کی یہ خوبی ہے کہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ ڈیمی سائز کے ۱۸۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

جلد اوّل میں شروع کے صفحہ پر مصنف کی طرف سے ایک عربی تحریر ہے، جو لعینہٖ پیش کی جاتی ہے

"وقف لله تعالی ....[۲]. مصنفه الفقیر الی الله تعالی محمد ابوالطیب بن عبدالقادر علی طلبة العلم الشریف بالمدینة المنورة وشرط النظر لنفسه مدة حیاته، ثم لاولاده ابداً ماتناسلوا ثم لمحمد حیاة السندی ثم لمن یکون مدرساً فی علم الحدیث بالمسجد الشریف ثم لمن یکون ناظرا علی کتب السید اسمعیل لبشرط ان لا یکون من اهل المناصب وشرط علی الکل ان یسمعوا فی مطالعته اهل العلم، واستفادتهم منه وصلی الله الخ

اس کتاب کے مصنف، اللہ تعالیٰ کے محتاج محمد ابوالطیب بن عبدالقادر کی طرف سے یہ کتاب مدینہ منورہ کے علم شریف کے شاگردوں کے لئے وقف ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ مصنف کی زندگی میں اس کے زیر مطالعہ رہے گی۔ پھر اس کے اولاد کے لئے نسلاً بعد نسل ہوگی، پھر محمد حیات سندھی کے لئے ہوگی، اس کے بعد مسجد شریف میں علم حدیث کا جو مدرس ہوگا اس کے لئے (وقف) ہوگی پھر سید اسمعیل کی کتابوں کے نگراں کے لئے ہوگی لیکن اس شرط پر کہ وہ صاحب منصب نہ ہو، سب کے لئے یہ شرط لازم ہوگی کہ اہل علم کے مطالعہ اور اس کتاب سے استفادہ کی کوشش کرتے رہیں۔

۱۔ میرے ذاتی کتب خانے میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ ۲۔ درمیان کے الفاظ مٹے ہوئے ہیں۔

شیخ محمد حیات سندھی علامہ ابوالحسن کبیر سندھی کے تلمیذ ہیں، اور شیخ ابوالطیب، شیخ ابوالحسن سندھی کے معاصر تھے لہذا محمد حیات سندھی کا اوپر کی عبارت میں جس سادگی سے بغیر تلقیب کے نام لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد حیات سندھی نے شیخ ابوالطیب سندھی سے بھی استفادہ کیا ہوگا

مذکورہ تحریر کے بعد ایک دوسری عبارت مرقوم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف علامؒ نے اس وقف سے رجوع کیا تھا وہ عبارت یہ ہے۔

بیعت ھذہ الحاشیۃ لما ثبت رجوع الشیخ الواقف لھا بمعرفۃ وصیۃ علی اولادہ وحیث لم یحکم الحاکم الشرعی بلزوم وقفیتھا۔	یہ حاشیہ اس لئے فروخت کیا گیا کہ وقف کرنے والے شیخ کا اس سے رجوع ثابت ہوا بدب وصیت علی الاولاد کے اور اس لئے بھی کہ حاکم شرعی نے وقف کے لزوم کا حکم نہ فرمایا۔

دوسری جلد کے اخیر میں اس حاشیہ کی تالیف سے فراغت کی تاریخ ۱۸ شوال بروز سنیچر ۱۱۳۴ھ بتائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی یہ تالیف آخر عمر کی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

یقول مؤلفہ العبد الضعیف الراجی عفو ربہ الکریم قد فرغت من تالیفہ یوم السبت ثامن عشر شھر شوال سنۃ اربع وثلثین ومائۃ والف من ھجرۃ من لہ العز والشرف الخ	اس (حاشیہ) کا مؤلف بندۂ ضعیف اپنے رب کے عفو کا امیدوار کہتا ہے کہ میں اس کتاب کی تالیف سے بروز شنبہ، ۱۸ تاریخ شوال ۱۱۳۴ھ ہجری میں فراغت پائی۔

۲- قرۃ الأنظار شرح تنویر الابصار - تالیف شیخ ابوالطیب سندھی۔ تنویر الأبصار فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے۔ جس کی شرح الدر المختار تالیف علامہ حصکفی اور اس پر علامہ ابن عابدین کا حاشیہ رد المختار مشہور زمانہ ہے، مگر الدر المختار کے مطالعہ سے جس کا واسطہ پڑا ہوگا، اس کو ضرور یہ احساس ہوا ہوگا کہ در مختار کی عبارت تعقید، اغلاق اور الغاز سے مملو ہے، لہذا وہ صحیح معنی میں تنویر کی شرح کہلانے کی مستحق نہیں۔

علامہ ابوالطیب سندھی کی مذکور شرح ہر لحاظ سے درمختار پر فوقیت رکھتی ہے، عبارت کی وضاحت اور احادیث صحیحہ کو بطور دلائل پیش کرنا اس کی خصوصیت ہے، مگر ابنائے زمانہ کی ستم ظریفی کا کیا کہنا کہ درمختار نصاب میں داخل ہوگئی اور قرۃ الانظار طباعت میں بھی نہ آسکی، ممکن ہے کہ اس کی ایک وجہ ندرت اور نایابی ہو۔ مصنف علّام کے اپنے آبائی وطن سندھ کے کسی بھی کتاب خانے میں اس کتاب کا کوئی نسخہ نہیں ہے۔ البتہ سنا ہے کہ پشاور یونیورسٹی کی لائبریری میں اس کا واحد نسخہ موجود ہے جو نقص وغیرہ سے مبرا ہے۔

مکتبہ حرم کا یہ نسخہ ایک جلد میں ہے اور "باب المغنم وقسمتہ" تک ختم ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ناقص ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ سندھ کا سندھی ادبی بورڈ جیسا علمی ادارہ پشاور یونیورسٹی سے اس نسخہ کو حاصل کرکے طبع کرائے اور اس طرح یہ نادر کتاب تلف ہونے سے محفوظ ہو جائے۔

۳- المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ۔ تالیف: علّامہ مخدوم محمد جعفر بوبکائی سندھی۔ کتاب کا خط عمدہ ہے سن کتابت معلوم نہ ہو سکا۔ علامہ محمد جعفر ہجری دسویں صدی کے اعلام علمائے میں سے گزرے ہیں۔

اس کتاب کی جلالت شان کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹوی، مخدوم عبدالواحد سیوہانی سندھی اور دوسرے اعلام سندھ کی کتابوں اور فتاویٰ میں متانۃ کے حوالے موجود ہیں فروع فقہی کی جزئیات سے یہ کتاب بھرپور ہے۔ سندھی ادبی بورڈ کراچی حیدرآباد کی طرف سے احقر راقم کی تحقیق اور مقدمہ کے ساتھ ایک سال ہوا ٹائپ کے ایک ہزار صفحات پر یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

۴- منحۃ الباری فی جمع روایات صحیح البخاری۔ تالیف علامہ محمد عابد سندھی انصاری شیخ محمد عابد سندھی سندھ کے آخری محدث ہیں۔ ان کے تبحر علمی اور قوت تحریر کے موافق اور مخالف سب معترف ہیں۔

یہ کتاب اپنے موضوع میں نادر اور نایاب ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، مدینہ منورہ میں دنیا کا یہ واحد نسخہ ہے اور کسی علمی کتاب خانے کی فہرست میں اس کتاب کا نام مجھے دیکھنے میں نہیں

آیا۔ کتاب کیا ہے ایک بیش بہا علمی ذخیرہ ہے جو بڑی سائز کے ۹۶۶ صفحات میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے اندراج کا نمبر ۱۶۱۴ ہے۔

منحۃ الباری کا یہ مخطوطہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ جس طرح حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بہت تیز لکھتے تھے، اس لئے ان کے خط میں حسن کتابت کا فقدان تھا اور پڑھنے میں بھی دقت ہوتی تھی، شیخ محمد عابد سندھی کے متعلق بھی یہی روایت مشہور ہے کہ بہت تیز لکھتے تھے، مگر اس تیزی کتابت کے ساتھ ان کے خط کی ایک خوبی یہ تھی کہ حروف اگرچہ سادہ اور حسن سے خالی ہوتے تھے لیکن ان کے پڑھنے میں کسی کو بھی دقت پیش نہیں آتی۔ مولانا محب اللہ صاحب العلم درگاہ پیر جھنڈو کے علمی کتب خانے میں شیخ محمد عابد سندھی کی تالیف المواہب اللطیفہ شرح مسند الامام ابی حنیفہ (جو کہ نادر روزگار تالیف ہے اور بقول علامہ محدث رشد اللہ صاحب العلم (پیر جھنڈو) یہ کتاب فتح الباری کے ٹکر کی تالیف ہے) خود مصنف کے ہاتھ کا مخطوطہ ہے۔ اس کو پہلے یہاں دیکھ چکا تھا۔ بالکل ویسا ہی منحۃ الباری کا خط تھا۔ کتاب کے شروع میں مصنف علام نے اس کتاب کے وقف کے سلسلہ میں ایک عبارت لکھی ہے جو بعینہ نقل کی جاتی ہے۔

وقفت للہ تعالیٰ وجعلت النظر فیہ لنفسی مدۃ حیاتی ثم للارشد من ذریتی ذکراً کان او انثی ان کان لی عقب والا فللارشد من ذریۃ جدی شیخ الاسلام محمد مراد ابن الحافظ یعقوب بن محمود الانصاری ذکراً کان او انثی لینتفع بنظرۃ الخاص والعام حررہ مؤلفہ وواقفہ محمد عابد۔ ۱۲۴۹	(اس کتاب کو) میں نے اللہ کے لئے وقف کیا (اس شرط پر کہ) کہ اپنی زندگی میں میرے زیر نظر رہے گی پھر میری اولاد میں سے جو صالح اور رشد والا ہوگا اس کے لئے چاہے وہ مرد ہو یا عورت اگر میری اولاد ہو، ورنہ میرے دادا شیخ الاسلام محمد مراد ابن حافظ یعقوب بن محمود انصاری کی اولاد میں سے جو صالح ہو مرد ہو یا عورت اس کے لئے تاکہ اس کے مطالعہ سے خاص اور عام سب نفع حاصل کریں۔ اس کتاب کے مؤلف اور وقف کرنے والے محمد عابد نے اس تحریر کو لکھا ۱۲۴۹ھ میں

اس تحریر کے بعد مؤلف علام کی زندگی صرف تین سال رہی۔

کتاب کے آخر میں شیخ محمد عابد سندھی کے ایک تلمیذ خاص لطف اللہ بن احمد کی تحریر بھی موجود ہے جس میں اس نے مؤلف کے حکم سے اس مسودہ سے فراغت کی تاریخ تحریر کی ہے، جو کہ ماہ جمادی الاولیٰ کی آخری تاریخ ہے مگر سن کتابت دیکھنے میں نہ آیا۔ اس تحریر میں مصنف علام کا سندھ میں سیوہان کو مولد بتایا گیا ہے۔ یہی ہم نے اپنے اساتذہ سندھ سے بھی سنا تھا، مگر نواب صدیق حسن خاں نے "لواری" بتایا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ لواری شریف میں شیخ محمد عابد کا بہت آنا جانا ہوتا تھا۔ کیونکہ خواجہ محمد زمان ثانی ابن خواجہ محمد حسن ابن خواجہ محمد زماں اوّل سے وہ نقشبندی طریقت میں بیعت تھے۔ اور لطف یہ ہے کہ خواجہ محمد زمان دوم نے حدیث کی سند اپنے مرید شیخ محمد عابد سے حاصل کی اس لحاظ سے وہ اپنے مرشد کے استاد ٹھیرے۔ سندھ کے بعض ادباء سے بھی یہی غلطی سرزد ہوئی ہے کہ انہوں نے لواری کو آپ کا وطن بتایا ہے۔

تلمیذ شیخ محمد عابد کی عبارت ملاحظہ ہو۔

الحمد للہ امرنی مؤلف ھذا السفر الجلیل العلامۃ الاوحد الخ محمد عابد بن احمد علی السندی السیوستانی الأصل والمولد الحدادی النشأۃ۔ أن احرر تاریخ فراغہ من بخار ھذہ المسودۃ الخ	سب تعریف اللہ کے لئے ہے مجھ کو اس بڑی کتاب کے مؤلف علامہ، یگانہ الخ محمد عابد بن احمد علی سندھی جو کہ وطن اور جائے پیدائش کے لحاظ سے سیوھانی اور نشوونما کے لحاظ سے حدادی ہیں، یہ فرمایا کہ میں اس اصل مسودہ سے فراغت کی تاریخ لکھوں الخ
احقر لطف اللہ بن احمد کمال	احقر لطف اللہ بن احمد کمال

۵۔ حصر الشارد من اسانید محمد عابد۔ یہ کتاب بھی شیخ محمد عابد سندھی کی تالیف ہے اور جیسے دوسرے محدثین نے اپنے اسانید کو جمع کر کے اثبات تیار کی ہیں حصر الشارد بھی بالکل اسی طرح ہے۔ مشہور ثبت "الیانع الجنی" میں اس کے کئی حوالے موجود ہیں۔

اس مخطوطہ کے ۳۰۸ صفحات ہیں۔ اس کا ایک دوسرا قلمی نسخہ مولانا سید محب اللہ صاحب العلم درگاہ پیر جھنڈو کے علمی کتب خانے میں بھی محفوظ ہے۔

مدینہ منورہ کے مختصر قیام کے دوران مکتبہ (محمودیہ) حرم کے ساتھ مکتبہ شیخ الاسلام عارف حکمت کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ مطالعہ کے لئے بڑا اچھا انتظام تھا۔ نیچے فرش پر غالیچے بچھے ہوئے تھے جن پر تکیے رکھے ہوئے تھے۔ ہر فن کی فہرست کتب موجود تھی کتابیں بھی بڑے سلیقے سے رکھی ہوئی تھیں مجھے تو اعلام علمائے سندھ کی کتابوں کی خاص تلاش تھی اس لئے پہلی فرصت میں ان کی تلاش اور زیارت کی بعد میں جو مختصر وقت ملا، اس میں کچھ دوسری کتابیں بھی دیکھیں جن کا تذکرہ خالی از معلومات نہ ہوگا۔ عربی دستور کے مطابق ہر آدھے گھنٹے کے بعد حاضرین کی طراوت اور تازگی دماغ کے لئے چائے بھی پلائی جارہی تھی۔ کتابوں کی تفصیل عرض خدمت ہے۔

حاشیۃ العلامۃ السندی علی صحیح البخاری۔ علامہ ابوالحسن کبیر سندھی نے حدیث کی جملہ کتب صحاح ستہ پر حواشی لکھے تھے اور ان حواشی کو دریا در کوزہ کہا جائے تو بجا ہوگا۔ ابوالحسن کبیر روایت کے امام ہیں، سنن ابی داود کی تعلیقات کے علاوہ باقی سب چھپ چکے ہیں۔ زیر بحث کتاب صحیح بخاری پر تعلیقات ہیں۔ اس کی کتابت سے فراغت کا سن اتوار، صفر سنہ ۱۱۷۷ھ ہے، یعنی مصنف علام کی وفات کے ۳۹ سال بعد کا مخطوطہ ہے، خط عربی ہے۔ سائز ڈبی۔ اندراج نمبر ۳۳ کتب الاحادیث کتاب کے سرورق پر یہ عبارت تحریر شدہ ہے۔

ھذہ حاشیۃ الامام والعلامۃ الھمام ابی الحسن السندی علی متن الامام البخاری	یہ امام علامہ ھمام ابوالحسن سندھی کا امام بخاری کے متن کا حاشیہ ہے۔

مکتبہ عارف حکمت کے بانی کی اس کتاب پر یہ تحریر وقف کے سلسلے میں نظر آئی۔

مما وقفہ العبد الفقیر الی ربہ الغنی احمد عارف حکمۃ اللہ بن عصمۃ اللہ الحسینی فی مدینۃ الرسول الکریم وعلی آلہ	یہ ان (کتابوں) میں سے ہے جس کو بندۂ فقیر اپنے غنی پروردگار کے محتاج احمد عارف حکمۃ اللہ بن عصمۃ اللہ حسینی نے وقف کیا مدینۃ رسول کریمؐ میں آپؐ

الصلوٰۃ والتسلیم بشرط ان لا یخرج عن خزانتہ والمومن محمول علی امانتہ ۱۲۶۶	پر اور آپ کی آل پر صلوٰۃ اور سلام ہو۔ (وقف کے لئے) شرط یہ ہے کہ کتاب خانے سے باہر نہ نکالی جائے مومن پر امانت کی ذمہ داری لازم ہے ۱۲۶۶

اس پر وقف کرنے والے کی مہر بھی ثبت ہے۔

۷۔ تعلیقات علی صحیح الامام مسلم۔ تالیف امام ابوالحسن کبیر سندھی

مولانا عبدالتواب صاحب ملتانی نے پیر جھنڈو کے علمی کتب خانے سے اس کتاب کا قلمی نسخہ حاصل کر کے طبع کرایا تھا، یہ نایاب ہو چکا تھا۔ اس کو حال میں نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی نے صحیح مسلم کے آخر میں چھاپ دیا ہے جزاہ اللہ خیرا۔
مدینہ منورہ والا مذکور قلمی نسخہ صحیح اور صاف لکھا ہوا ہے۔

۸۔ رسالۃ فی بیان قراءۃ المأموم خلف الامام الحنفی۔ تالیف علامہ ابوالحسن کبیر سندھی۔
اس رسالہ میں حنفی امام کے پیچھے مقتدی کی قراءۃ فاتحہ کے سلسلے میں تحقیق پیش کی گئی ہے۔ رسالہ کے اوراق ۲۲ اور ہر صفحہ کی سطریں ۲۱ ہیں خط نسخ میں ہے۔ سن کتابت ۱۲۳۹ھ ہے نمبر اندراج ۱۰۲ ع ہے۔

۹۔ جمع المناسک و نفع الناسک۔ تالیف علامہ رحمت اللہ سندھی۔
علامہ رحمت اللہ سندھی کا تعارف محتاج بیان نہیں۔ مناسک حج میں آپ کی تالیف دنیا کے ہر کتب خانے کی زینت رہی ہے۔ ملا علی قاری مکی نے آپ کے متن کی شرح کی ہے جس پر کئی عرب علمائے محققین کے حواشی ہیں اور یہ مصر میں کئی بار چھپ چکی ہے۔ زیر بحث رسالہ بھی مناسک حج کے بیان میں ہے، خط عربی۔ اوراق ۳۲۱ اور سن کتابت ۱۱۰۰ھ ہے نمبر اندراج ۶۸ الفقہ ہے

۱۰۔ شرح الأحادیث الأربعین النوویۃ۔ تالیف علامہ محمد حیات سندھی۔
چالیس احادیث کے مجموعے کئی پائے جاتے ہیں مگر امام نووی کا مجموعہ سب سے مشہور ہے۔
اس رسالہ میں شیخ محمد حیات سندھی نے ان کی شرح فرمائی ہے۔ خط نسخ اوراق ۳۲ ہر صفحہ

کی سطریں ۱۹ ہیں۔ سنہری مزین۔ سن کتابت ۱۱۲۴ھ یعنی مصنف کی حیات کا مخطوطہ ہے۔ کاتب کا نام نظر آیا۔ ممکن ہے مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو۔

۱۱۔ بہجۃ النظر شرح شرح نخبۃ الفکر۔ تالیف علامہ ابوالحسن صغیر سندھی۔

شیخ ابوالحسن صغیر سندھی، علامہ محدث محمد حیات سندھی کے تلمیذ رشید ہیں۔ استاذ الاساتذہ کے ساتھ ہم کنیت ہونے کی وجہ سے صغیر مشہور ہوئے۔ زیرِ نظر کتاب حامل المتن شرح نخبہ کی شرح ہے جو بہت پہلے ہندوستان میں طبع ہو چکی ہے اور اب نایاب ہے[1]۔

گیارہویں صدی ہجری کے ایک دوسرے محدث سندھی عالم قاضی محمد اکرم نصرپوری سندھی نے بھی شرح نخبہ کی شرح امعان النظر کے نام سے لکھی ہے جو کہ نہایت ہی لبیط اور مفصل شرح ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کی تالیفات میں اکثر اس شرح کے حوالے موجود ہیں۔ اس طرح مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سندھی کی علمی تصنیفات میں بھی امعان النظر کے حوالے پائے جاتے ہیں۔ بہجۃ النظر میں اس کے مقابلہ میں ایجاز اور اختصار ہے۔

امعان النظر کے تین مخطوطے مشہور ہیں۔ (۱) پیر جھنڈہ کی علمی لائبریری کا نسخہ۔ یہ نسخہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کے درس میں رہا ہے۔ ایک دو جگہ حاشیہ پر مخدوم صاحب اور ان کے پوتے مخدوم ابراہیم صاحب القسطاس کی تحریر بھی موجود ہے۔ (۲) رامپور کی علمی لائبریری کا نسخہ یہ بعد کا لکھا ہوا ہے۔ (۳) ازہر کا نسخہ۔ ان تینوں نسخوں سے ایک قدیم تر مخطوطہ ۱۱۱۸ھ کا لکھا ہوا احقر راقم کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے جو مجھے سندھ کے ایک نوجوان عالم مولانا قاضی عبدالکریم بیرائی سے حاصل ہوا۔ فللّٰہ الحمد

یہ تو تھیں اعلام سندھ کی تصنیفات۔ ان کے علاوہ مکتبہ شیخ الاسلام میں دوسری نادرِ روزگار تصانیف بھی نظر سے گذریں۔ جن کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

---

[1] اس کا ایک مطبوعہ نسخہ میرے ذاتی کتاب خانے میں موجود ہے۔

۱۲- فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی - تالیف علامہ زکریا انصاری

۱۳- عقود الجواھر المنیفۃ فی ادلۃ مذھب الامام ابی حنیفۃ - تالیف سید مرتضیٰ بلگرامی زبیری۔ یہ کتاب اگرچہ مصر میں چھپ چکی ہے لیکن اس مخطوطے کی یہ خوبی ہے کہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور سن کتابت ۱۱۹۷ھ ہے۔ سید مرتضیٰ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے تلمیذ خاص ہیں۔ آپ کی دوسری تصنیف تاج العروس شرح قاموس اور احیاء علوم کی شرح مشہور زمانہ ہے۔

۱۴- الریاض فی ختم شفاء القاضی عیاض - تالیف حافظ سخاوی۔ کتابت ۹۱۶ھ

۱۵- الفیۃ السیر النبویۃ - تالیف حافظ زین الدین عراقی

۱۶- الانوار والحکم واسرار الکلم - تالیف سید مرتضیٰ بلگرامی زبیری

یہ کتاب علم التوحید میں ہے۔ مصنف کے ہاتھ کا مخطوطہ ہے جو کہ ۲۵ اوراق میں پھیلا ہوا ہے ہر صفحہ کی سطریں ۲۱ ہیں۔ حاشیہ پر سنہری کام ہے۔

۱۷- الزوراء المشتملۃ علی زبدۃ الحقائق و نبذۃ الدقائق فی شرحہا۔

یہ فلسفہ الٰہیات کا مشہور رسالہ اور اس کی شرح ہے۔ تالیف محقق جلال الدین دوانی۔ اوراق ۱۴- ہر صفحہ کی سطریں ۲۵ اور سن کتابت ۱۱۲۱ھ ہے۔ علم التوحید میں اندراج ۲۷ھ ہے۔

اس رسالہ[1] کی ایک شرح مخدوم نعمت اللہ سندھی ٹھٹوی نے بھی لکھی ہے جو کہ اپنی سلاست اور روانی عبارت کے لحاظ سے بے نظیر شرح ہے۔ مخدوم نعمت اللہ سندھ کے مشہور محقق محمد ہاشم ٹھٹوی

---

[1] اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی احقر کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے، اصل نسخہ مولانا سید وھب اللہ صاحب العلم پیر جھنڈو کے علمی کتب خانہ کا تھا جو کہ نہایت بوسیدہ تھا۔ جناب مورخ سندھ پیر حسام الدین راشدی کی عنایت سے یہ فوٹو اسٹیٹ کاپی حاصل ہوئی۔ [2] اس کا ایک قدیم مصحح اور کامل مخطوطہ میرے دوست اور تلمیذ مولانا الحاج عبدالکریم بیرائی سندھی کے کتاب خانے میں موجود ہے (۳) اس کا ایک نسخہ جو کہ آخر سے کرم خوردہ ہے احقر کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے (۲ و ۳ ص۴۲ پر ملاحظہ ہو)

کے استاذ کے استاذ ہیں۔

۱۸۔ تعلیقات علی المقدمات الاربع من التوضیح والتلویح۔ تالیف علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی۔ اوراق ۴۲۔ سطور ہر صفحہ ۲۱۔

یہ تعلیقات بھی ہندوستان میں چھپ چکے ہیں۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے صاحبزادے عبداللہ لبیب نے ان کو جمع کیا تھا۔[۲۵]

بارہویں صدی ہجری کے ایک سندھی عالم روح اللہ بکھری نے بھی تلویح پر تعلیقات لکھی ہیں۔ جو نہایت بسیط اور سہل عبارت میں ہیں۔[۳۵]

۱۹۔ شرح السیر الکبیر۔ تالیف امام سرخسی۔ خط نسخ۔ ۷۹۸ مطلی سنہری خوبصورت اندراج ۱۳۱

۲۰۔ شرح کتاب الطحاوی تالیف علامہ اسیجابی خط نسخ اوراق ۳۰۱ سطور ہر صفحہ ۳۵۔ اندراج ۱۳۷

۲۱۔ شرح منظومۃ شروط الصلوۃ۔ تالیف شیخ حسین راشدی۔ اندراج ۶۵ فقہ حنفی۔

۲۲۔ خزانۃ الروایات۔ خط نسخ۔ اوراق ۷۹ ۲ سطور ہر صفحہ ۳۴ سن کتابت ۱۱۳۳ھ

خزانۃ الروایۃ کے مؤلف کے متعلق مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اور مولانا عبدالحی حسنی صاحب نزہۃ الخواطر اور دوسرے بزرگوں نے لکھا ہے کہ اس کا نام قاضی جکن ساکن قصبہ کن گجرات ہے۔

میں نے المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ کو ایڈٹ کرتے وقت ان بزرگوں کے حوالہ سے قاضی جکن لکھا ہے لیکن مکتبہ شیخ الاسلام کے اس مخطوطے میں مؤلف کا نام القاضی حسین الہندی بتایا گیا ہے اور ابتدائی اوراق میں کشف الظنون کی یہ عبارت تعارف میں تحریر ہے۔ فی کتاب کشف الظنون خزانۃ الروایات فی الفروع للقاضی حسن الحنفی۔

کاتب نے اپنا نام اس طرح لکھا ہے۔ بید عامر الأشمونی بلداً الشافعی مذھبا البرہانی خرقۃ۔

---

۲۵ ۳۵ ۱۲۵ پر

اب یہاں ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ کشف الظنون کے مطبوعہ نسخہ میں جو ہمارے ہاں موجود ہے، تحریف ہوگئی ہو اور حسن کے بجائے جکن لکھا گیا ہو۔ اصل مخطوطے میں جکن شہر کا نام بتایا گیا ہے۔ مولانا عبدالحی حسنی کو بھی اس ہندی عالم کے متعلق کشف الظنون سے معلومات فراہم ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہو کہ عرب علما نے جکن ہندی نام کو حسن بنایا ہو۔ واللہ اعلم۔

۲۳۔ تیسیر المقاصد شرح نظم الفرائد لابن وهبان۔ تالیف شیخ حسن شربنلالی خط نسخ۔ اوراق ۶۴ ۲ ہر صفحہ کی سطریں. ۲ کتابت سنہ ۱۰۴۳ھ خوبصورت سنہری منون

"اس زمانے (عہد مغلیہ) کا ایک اور اہم علمی مرکز زیریں سندھ کا دارالخلافہ ٹھٹھہ تھا۔ مغربی پنجاب اور سندھ کی ثقافتی تاریخ ابھی تک مرتب نہیں ہوئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملتان، اچہ، منصورہ اور دیبل کے قدیم اثرات اور ایران کے قرب کی وجہ سے اس علاقہ میں علوم اسلامی اور عربی فارسی ادب کا بہت بلند معیار تھا۔ اور ٹھٹھہ، بھکر، سیوستان اور ہیلہ (نزد سیوستان) میں علم وادب کے بڑے مرکز تھے۔ جب خاندان تغلق کے زوال کے بعد مرکزی حکومت کمزور ہوگئی اور سندھ خود مختار ہوگیا۔ اس وقت بھی علم وفضل کی سرپرستی جاری رہی اور اس علاقے میں بڑے اہل علم پیدا ہوئے۔ مغلیہ حکومت میں بھی کئی سندھی علما نے نام پایا۔ متعدد سندھی علماء (مثلاً سید نظام الدین ٹھٹوی اور مولانا ابوالخیر ٹھٹوی) نے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں مدد دی۔ قاضی ابراہیم ٹھٹوی عہد شاہجہانی میں دارالخلافہ کا مفتی اور قاضی عسکر تھا۔ ملا محمد دماغی ٹھٹوی شاہجہاں کے ایام شاہزادگی میں اس کا پیش امام تھا۔"

(رود کوثر از شیخ محمد اکرام)